ہیومن رائیٹس کے نام پر!

روزنامہ جنگ لندن ۲۹ جولائی ۹۲ء کے مطابق پاکستان ہیومن رائیٹس فورم لندن کے زیر اہتمام ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کرسچین لیگ کے صدر ڈاکٹر نسیم ڈین نے کہا ہے کہ پاکستان میں مسیحی برادری کے حقوق مذھب کی بنیاد پر سلب کئے جا رہے ہیں اور انہیں معاشرے میں نچلے درجے کی ملازمتیں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے انہوں نے اس خطاب میں یہ بھی کہا کہ ”حدود آرڈیننس کا اطلاق مسیحی برادری پر کیوں کیا جا رہا ہے؟ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ میں آباد مسلمانوں پر ان کا پرسنل لا لاگو ہوتا ہے اسی طرح پاکستان میں مسیحیوں پر بھی ان کا پرسنل لا لاگو کیا جائے“

پاکستان میں اسلامائزیشن کے اقدامات نیم دلانہ اور منافقت کا شکار ہونے کے باوجود مختلف حلقوں کی طرف سے مسلسل تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں اور ہیومن رائٹس کے نام پر متعدد لابیاں نفاذ اسلام کے اقدامات کے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں مسیحی راہ نما ڈاکٹر نسیم ڈین کے مذکورہ بالا بیان پر تبصرہ کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لابیوں کی سرگرمیوں اور عزائم پر ایک نظر ڈال لی جائے جو انسانی حقوق اور ہیومن رائٹس کے نام پر متحرک ہیں اور انہیں ان سرگرمیوں میں قومی اخبارات کا مکمل تعاون حاصل ہے۔

—— ○ سیکولر لابیاں اسلامی قوانین کے نفاذ کی براہ راست مخالفت کا حوصلہ نہ پاکر ان کے حقوق کے حوالہ سے شرعی قوانین کے خلاف دل کی بھڑاس نکال رہی ہیں چور کا ہاتھ کاٹنے' زانی کو سنگ سار کرنے' شرابی کو کوڑے مارنے اور قاتل کو کھلے بندوں پبلک کے سامنے سزا دینے کے شرعی قوانین کو غیر مہذب وحشیانہ اور بہیمانہ قرار دیا جا رہا ہے' انہیں انسانی حقوق کے منافی بتایا جا رہا ہے اور فہم اس سطح پر آگے جا چکی ہے کہ جن شرائط کی وجہ سے پاکستان کے لیے امریکی امداد بند کی گئی ہے ان میں امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کی قرار داد کے مطابق یہ شرط بھی شامل ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کے منافی کوئی قانون نافذ نہ کیا جائے یہاں انسانی حقوق سے کیا مراد ہے؟ اس کا اندازہ پاکستان کی عدالت عظمیٰ میں گذشتہ چند ماہ سے جاری اس بحث سے کیا جاسکتا ہے کہ اغواء اور قتل کے مجرم کو برسرعام پھانسی دینا اس کی عزت نفس اور انسانی حقوق کے منافی ہے

—— ○ قادیانی گروہ کو پوری امت اسلامیہ اور پاکستان کی پارلیمنٹ کی طرف سے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد اس کا منطقی تقاضہ تھا کہ جب قادیانیوں کا مذہب دنیا کے ایک ارب مسلمانوں سے الگ ایک نیا مذہب ہے تو وہ اسلام کا نام اور مسلمانوں کے مخصوص مذہبی شعائر استعمال کر کے اشتباہ اور فریب کی فضا قائم نہ کریں اور اسی بنیاد پر ۸۴ء میں صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو اسلام کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور اسلام کی مخصوص علامات استعمال کرنے سے روک دیا جسے قادیانیوں نے اپنے انسانی

حقوق غصب کرنے کے مترادف قرار دے کر اس کے خلاف عالمی مہم شروع کر دی چنانچہ جنیوا انسانی حقوق کے کمیشن نے اسی بنیاد پر پاکستان کے خلاف قرار داد منظور کی اور پاکستان کے لیے امریکی امداد کی شرائط میں بھی قادیانیوں کے خلاف اقدامات کی واپسی بھی شامل ہے۔

---- ○ایک نظریاتی اسلامی ملک ہونے کے حوالے سے پاکستان میں جداگانہ طرز انتخاب کو اختیار کیا گیا اقلیتوں کے لیے اسمبلیوں میں الگ نشستیں مخصوص کر کے ان کا انتخاب براہ راست ہم مذہب افراد کے ووٹوں کے ذریعہ کیا جانے لگا اور مملکت کے سرکاری مذہب کے خلاف اقلیتوں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی تو مسیحی برادری بھی انسانی حقوق کی پاسبانی کی اس مہم میں شریک ہوگئی اور اس کی طرف سے اسلامی قوانین کے خلاف اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

پاکستان کو ایک اسلامی نظریاتی ریاست کی حیثیت دینے' اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دینے' نفاذ اسلام کو پاکستان کے قیام کا مقصد اس کی منزل تسلیم کر لینے کے بعد سیکولر لابیوں' قادیانیوں اور مسیحی راہنماؤں کی اس مشترکہ مہم کا اخلاقی اور منطقی طور پر کیا جواز ہے؟ اور انسانی حقوق کے لادینی مغربی فلسفہ کو ملک پر مسلط کرنے کی گنجائش اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں کس حد تک موجود ہے؟ اس کا جائزہ لینا اور اس کے بارے میں مشترکہ موقف اور حکمت عملی طے کرنا تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور اسلامی نظام کے لیے محنت کرنے والی جماعتوں کی ذمہ داری ہے اور انتہائی افسوس ہے کہ ان مذہبی راہنماؤں اور جماعتوں کے قائدین کو نہ ان مسائل کی سنگینی کا ادراک ہے اور نہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس تاھم ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی دینی سیاست کے قائدین کو قیادت کے جھگڑوں اور ایک دوسرے پر بالادستی کی کشمکش سے تھوڑی سی فرصت دلا دیں تاکہ وہ اصل مسائل کی طرف بھی کچھ توجہ دے سکیں

آمین یا الہ العالمین

ان گزارشات کے بعد ہم مسیحی راہ نما ڈاکٹر ڈین کے اس اعتراض کا جائزہ لینا ضروری سمجھتے ہیں جو انہوں نے مزکورہ بالا تقریر میں حدود آرڈیننس کے حوالہ سے اٹھایا ہے اصل میں ڈاکٹر ڈین نے اس طرح حدود آرڈیننس کے نفاذ پر تنقید و اعتراض کا بزعم خود بہت بڑا بم پھینکا ہے لیکن ان کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا اس لئے کہ بات وہ حدود آرڈیننس کی کر رہے ہیں مگر حوالہ پرسنل لا کا دیا ہے جسے اردو کے محاورہ میں "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" سے ہی تعبیر کیا جائے گا کیونکہ حدود آرڈیننس کا تعلق پرسنل لاء سے نہیں ملک کے عمومی قوانین سے ہے اور کسی بھی ملک کے عمومی قوانین تمام شہریوں کے لئے یکساں ہوتے ہیں اور اکثریت کے رجحانات کے مطابق ہوتے ہیں جہاں تک پرسنل لاء کا تعلق ہے اگر برطانیہ میں مسلمانوں پر ان کے اپنے پرسنل لاء کا اطلاق ہوتا ہے تو پاکستان میں بھی عیسائیوں کے پرسنل لاء "نکاح 'طلاق 'وراثت" سے متعلقہ معاملات ان کے مزھب کے مطابق طے ہوتے ہیں اور ملک کے دستور میں اس کی صراحت

بقیہ صفحہ ۲۴ پر

ڈاڑھی کٹوانے کا مسئلہ

از شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

حضرات صحابہ کرامؓ اتباع تابعین کے دور میں قبضہ (مٹھی بھر) سے کم ڈاڑھی کا کوئی ثبوت نہیں اور خلافت راشدہ میں بھی اس کی کوئی مثال موجود نہیں۔ اس مبارک دور میں تمام مسلمان از شرق تا غرب از شمال تا جنوب جہاں بھی موجود تھے وہ ڈاڑھی کی پابندی کرتے تھے۔ البتہ یہود و مجوس اور نصاری وبد باطن فرقوں کی بات جدا ہے لیکن جس زمانہ میں خلافت راشدہ نہ تھی اور اسلام کے احکام بھی من و عن نافذ نہ تھے۔ اس زمانہ میں بھی بے ریش کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور حسب مقدرت اس کو سزا دی جاتی تھی تاکہ دیکھنے والوں کیلئے عبرت ہو چنانچہ مشہور مئورخ اور مفسر حافظ عمادالدین ابن کثیرالشافعیؒ (المتوفی ۷۷۴ ہجری) لکھتے ہیں کہ ۷۶۱ میں دمشق میں (ملنگوں کے) قلندریہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے ڈاڑھیاں منڈوا دیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے۔ اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک کہ وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کر لیں۔ حافظ موصوفؒ لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع امت حرام ہے (البدایہ والنہایہ ج ۱۴ص ۲۷۴) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ اجماع امت یہ ہے کہ ایک قبضہ سے ڈاڑھی کم کرنا حرام ہے۔ (بوادر النوادر ج ۲ص ۴۴۳) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ قبضہ بھر ڈاڑھی رکھنی واجب ہے۔ اور اس مقدار سے کم کرنا حرام ہے۔ (شرح مشکوہ حدیث فطرت۔ ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت ص (۱۳، ۱۴) مشہور فقیہ حافظ ابن الہمام الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ **و اما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبحه احد و اخذ كلها فعل هنود الهند و مجوس الاعاجم۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۷۷ طبع مصر) ترجمہ: لیکن ڈاڑھی ترشوانا جب کہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث قسم کے مردوں کا فعل ہے تو اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا۔ اور ساری ڈاڑھی کا منڈوانا تو ہندوستان کے ہندؤں اور عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے"۔**

ہاں اگر کسی شخص کی ڈاڑھی حد سے زیادہ لمبی ہو اور جاہل لوگ اس سے تمسخر کرتے ہوں تو قبضہ (مٹھی بھر) سے زیادہ کٹوا دینا درست ہے چنانچہ حضرت مولانا عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ ھ) لکھتے ہیں کہ و في الدر المختار لاباس با خذ اطراف اللحية و السنة فيها القبضة، قال ابن عابدين هو ان يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضته قطعه، كذا ذكره محمد في كتاب الآثار عن الامام قال و به ناخذ (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۲۱) اور قبضہ سے زائد کٹوانے کے بارے میں بعض صحابہ کرامؓ کے صحیح آثار موجود ہیں۔ چنانچہ امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ و كان ابن عمرؓ اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه (بخاری ج ۲ ص ۸۷۵)

اور امام ابو داؤدؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت مروان بن سالم المنقفعؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قال رایت ابن عمرؓ يقبض على لحيته فيقطع مازادت على الكف (ابوداؤد ج ۱ص ۳۲۱) ترجمہ: میں نے حضرت

بقیہ صفحہ ۳۹ پر